

Al-Lail ٱلَّيْل

بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمُنِ ٱلرَّحِيمِ

In the name of Allah, Most Gracious, Most Merciful

Name

The Surah takes its name from the word wal-lail with which it opens.

Period of Revelation

Its subject matter so closely resembles that of Surah Ash-Shams that each Surah seems to be an explanation of the other. It is one and the same thing which has been explained in Surah Ash-Shams in one way and in this Surah in another. This indicates that both these Surahs were sent down in about the same period.

Theme and Subject Matter

Its theme is to distinguish between the two different ways of life and to explain the contrast between their ultimate ends and results. In view of the subject matter this Surah consists of two parts, the first part consisting of verse 1-11 and the second of verses 12-21.

In the first part, at the outset it has been pointed out that the strivings and doings that the individuals, nations and groups of mankind are engaged in the world are in respect of their moral nature as divergent as the day is from the night, and the male from the female. After this, according to the general style of the brief Surahs of the Quran, three moral characteristics of one kind and three moral characteristics of the other kind have been presented as an illustration from among a vast collection of the strivings and activities of man, from which every man can judge which style of life is represented by one kind of the characteristics and which style of life by the other kind. Both these styles have been described in such brief, elegant, and pithy sentences that they move the heart and go down into memory as soon as one hears them. Characteristics of the first kind are that one should spend his wealth, adopt God-consciousness and piety, and acknowledge the good as good. The second kind of the characteristics are that one should be miserly, should least care for God's pleasure and His displeasure, and should repudiate what is good and right. Then it has been stated that these two modes of action which are clearly divergent, cannot be equal and alike in respect of their results. But, just as they are

divergent in their nature, so they are divergent in their

results. The person (or group of persons) who adopts the first mode of action, Allah will make easy for him the correct way of life, so much so that doing good will become easy for him and doing evil difficult. On the contrary, he who adopts the second mode of life, Allah will make easy for him the difficult and hard way of life, so much so that doing evil will become easy for him and doing good difficult. This passage has been concluded with a most effective and touching sentence, saying: This worldly wealth for the sake of which man is even prepared to risk his life will not go down with him into the grave; therefore, what will it avail him after death?

In the second part also three truths have been stated equally briefly. First, that Allah has not left uninformed in the examination hall of the world, but He has taken on Himself the responsibility to tell him which one is the straight and right way out of the different ways of life. Here, there was no need to point out that by sending His Messenger (Peace be upon him) and His Book, He has fulfilled His responsibility, for both the Messenger and the Book were present to afford the guidance. Second, that the Master of both the world and the Hereafter is Allah alone. If you seek the world, it is He Who will give it, and if you seek the Hereafter, again it is He Who will give it. Now, it is for you to decide what you should seek from Him. The third truth that has been stated is that the wretched one who rejects the good, which is being presented through the Messenger and the Book, and turns away from it, will have a blazing fire ready for him. As for the God fearing person

who spends his wealth in a good cause, without any selfish motive, only for the sake of winning his Lord's good pleasure, his Lord will be pleased with him and will bless him with so much that he will be well pleased with Him.

نام پہلے ہی لفظ واللیل کواس سورت کا نام قرار دیا گیا ہے۔ زمانۂ نزوا

اس کا مضمون سورۂ الشمس سے اس قدر مثابہ ہے کہ یہ دونوں سورتیں ایک دوسرے کی تفییر محوس ہوتی ہیں۔ ایک ہی بات ہے جے سورۂ شمس میں ایک طریقے سے سمجھایا گیا ہے اور اس سورت میں دوسرے طریقے سے سمجھایا گیا ہے اور اس سورت میں دوسرے طریقے سے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں قریب قریب ایک ہی زمانے میں نازل ہوئی ہیں۔ موضوع اور مضمون

اس کا موضوع زندگی کے دو مختلف راستوں کا فرق اور ان کے انجام اور نتائج کا انتلاف بیان کرتا ہے۔ مضمون کے لحاظ سے یہ سورت دو حصول پر مثمل ہے۔ پہلا حصہ آغاز سے آیت 11 تک ہے، اور دوسرا حصہ آیت 12 سے آخرتک۔

پہلے صہ میں سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ نوع انسانی کے افراد، اقوام اور گروہ دنیا میں بوسعی و عل بھی کر رہے ہیں، وہ لازماً اپنی افلاقی نوعیت کے لحاظ سے اُسی طرح مختلف ہیں جس طرح دن رات سے اور نر مادہ سے مختلف ہے۔ اس کے بعد قرآن کی مختصر سورتوں کے عام انداز بیان کے مطابق تین افلاقی خصوصیات ایک نوعیت کی سعی و عل کے ایک وسیع مجموعے میں سے ایک نوعیت کی، اور تین افلاقی خصوصیات دوسری نوعیت کی سعی و عل کے ایک وسیع مجموعے میں سے کے کر بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں جنہیں س کر ہر شخص ہوئی آسانی کے ساتھ یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایک قسم کی خصوصیات اُس کے برعکس کس دوسرے کی خصوصیات اُس کے برعکس کس دوسرے طرز زندگی کی عائندگی کرتی ہیں اور دوسری قسم کی خصوصیات اُس کے برعکس کس دوسرے طرز زندگی کی علامات ہیں۔ یہ دونوں نمونے ایسے چھوٹے چھوٹے خوبصورت ہیچے تلے فقروں میں بیان کی

گئے ہیں کہ سنتے ہی آدمی کے دل میں اتر جائیں اور زبان پر چڑھ جائیں۔ پہلی قسم کی خصوصیات یہ ہیں کہ آدمی مال دے، خدا تر سی و پر ہیز گاری اختیار کرے اور جھلائی کو جھلائی مانے۔ دوستری قسم کی خصوصیات بیہ ہیں کہ وہ بخل کرے، خدا کی رضا اور ناراضی کی فکر سے بے پروا ہو جائے اور بھلی بات کو جھٹلا دے۔ پھر بتایا گیا ہے کہ یہ دو طرز عمل جو صربحاً ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اپنے نتائج کے اعتبار سے ہر گزیکساں نہیں ہیں، بلکہ جس قدر یہ اپنی نوعیت میں متضاد ہیں اسی قدر ان کے نتائج بھی متضاد ہیں۔ پہلے طرز عمل کو جو شخص پاگروہ اختیار کرے گا اللہ تعالٰی اس کے لیے زندگی کے صاف اور سیدھے راستے کو سہل کر دے گا یہاں تک کہ اس کے لیے نیکی کرنا آسان اور بدی کرنا مشکل ہو جانے گا۔ اور دوسرے طرز عمل کو جو بھی اختیار کرے گا اللہ تعاتی اس کے لیے زندگی کے سخت راستے کو سل کر دے گا یہاں تک کہ اس کے لیے بدی آسان اور نیکی مشکل ہو جائے گی۔ اس بیان کو ایک نہایت مؤثر اور تیر کی طرح دل میں پیوست ہو جانے والے جلے پر ختم کیا گیا ہے کہ دنیا کا یہ مال جس کے پیچھے آدمی جان دے دیتا ہے، آخر قبر میں تواس کے ساتھ جانے والا نہیں ہے، مرنے کے بعدیہ اس کے کس کام آئے گا؟" دوسرے جصے میں بھی اسی اختصار کے ساتھ تین حقیقتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ نے دنیا کی امتخان گاہ میں انسان کو بے خبر نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس نے بیہ بتا دینا اپنے ذمہ لیا ہے کہ زندگی کے مختلف راستوں میں سے سیدھا راستہ کون سا ہے۔ اس کے ساتھ بیہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ اپنا رسول اور اپنی کتاب بھیج کر اس نے اپنی یہ ذمہ داری ادا کر دی ہے، کیونکہ رسول اور قرآن، دونوں ہدایت دینے کے لیے سب کے سامنے موجود تھے۔ دوسری حقیقت یہ بیان کی گئی ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں کا مالک الله ہی ہے۔ دنیا مانگو گے تو وہ مبھی اسی سے ملے گی اور آخرت مانگو گے تواس کا دینے والا بھی وہی ہے۔ یہ فیصلہ کرنا تمہارا اپنا کام ہے کہ تم اس سے کیا مانگتے ہو۔ تبیسری حقیقت بیہ بیان کی گئی ہے کہ جو بدبخت اس مجلائی کو جھٹلانے گاجے رسول اور کتاب کے ذریعہ سے پیش کیا جا رہا ہے، اور اس سے منہ پھیرے گا اس کے لیے بھر کتی ہوئی آگ تیار ہے۔ اور جو غدا ترس آدمی پوری بے غرضی کے ساتھ محض اپنے رب کی رضا جوئی کی غاطر اپنا مال راہِ خیر میں صرف کرے گا اس کا رب اس سے راضی ہوگا اور اسے اتنا کچھ دے گا کہ وہ خوش

*1 This is that for which an oath has been sworn by the night and the day, and the creation of the male and the female. It means to say: Just as the night and the day, and the male and the female, are different from each other, and their effects and results are mutually contradictory, so are the aims and objects for which men are endeavoring and struggling; different in their nature and contradictory with regard to their results. In the following verses, it has been told that all these divided endeavors are divided into two main kinds.

*1 بیہ وہ بات ہے جس پر رات اور دن اور نر و مادہ کی پیدائش کی قسم کھائی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس

طرح رات اور دن اور نر اور مادہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اور ان میں سے ہر دو کے آثمار و نتائج باہم متضاد ہیں، اسی طرح تم لوگ جن راہوں اور مقاصد میں اپنی کوشٹیں صرف کر رہے ہو وہ بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے مختلف اور اپنے نتائج کے اعتبار سے متضاد ہیں۔ اس کے بعد کی آیات میں بتایا گیا کہ یہ تمام مختلف مرجہ کوششیں دو بردی اقسام میں تقسیم ہوتی ہیں۔

5. So as for him who gave and feared.



6. And believed in goodness. *2

اور پچ جاما محلانی کو۔**



- *2 This is the first kind of endeavors, which includes three things, and a little consideration shows that comprehend all virtues:
- (1) That man should refrain from wealth-worship, but should spend whatever Allah has given him generously in rendering Allah's and His servants' rights, for good works and for helping others.
- (2) That he should fear God and refrain from things which cause His displeasure in his moral, social, economic and other dealings with the people.
- (3) That he should believe in goodness. Goodness is a comprehensive word, which includes goodness of belief, morals and acts. Goodness of belief means that one should give up polytheism, atheism, and disbelief, and affirm faith in Tauhid, the Hereafter and Prophethood. Affirming belief in goodness of morals and acts is that one should not be doing good and right merely unconsciously, outside a definite system, but one should acknowledge as right and sound the system of goodness which God has sent, which

combines every kind of goodness in all its forms and aspects into a system comprehensively called the divine shariah.

2* یہ انسانی مساعی کی ایک قسم ہے جس میں تین چیزیں شار کی گئی ہیں اور غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام خوبیوں کی جامع ہیں ۔ ایک بیر کہ انسان زر پرستی میں مبتلا نہ ہوبلکہ کھلے دل سے اپنا مال، جنٹا کچھ بھی اللہ نے اُسے دیا ہے، اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق اداکرنے میں ، نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ، اور غلق خدا کی مدد کرنے میں صرف کرے۔ دوسرے یہ کہ اس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور وہ اخلاق ، اعال ، معاشرت، معیثت، غرض اپنی زندگی کے ہرشعبے میں اُن کاموں سے پر ہیزکرے جو خدا کی ناراضی کے موجب ہوں۔ تبیسرے بیہ کہ وہ محلائی کی تصدیق کرے۔ محلائی ایک وسیع المعنیٰ لفظ ہے جس میں عقیدے، ا خلاق، اعال ، تینوں کی بھلائی شامل ہے۔ عقیدے میں بھلائی کی تصدیق یہ ہے کہ آدمی شرک اور دہریت اور کفر کو چھوڑ کر توحید، آخرت اور رسالت کو برحق مانے ۔ اور اخلاق واعال میں بھلائی کی تصدیق یہ ہے کہ آدمی سے بھلائیوں کا صدور محض بے شعوری کے ساتھ کسی متعین نظام کے بغیرینہ ہورہا ہو، بلکہ وہ خیرو صلاح کے اُس نظام کو صیح تسلیم کرے جو غدا کی طرف سے دیا گیا ہے، جو بھلائیوں کو اُن کی تمام اشکال اور صورتوں کے ساتھ ایک نظم میں منسلک کرتا ہے ، جس کا جامع نام شریعتِ الهیہ ہے۔

7.So We shall make smooth for him the path of ease. *3

تو توفیق دیں گے ہم اسکو آسان طریقے کی ۔ **



*3 This is the result of the first kind of endeavoring and struggling. The easy way implies the way which is in accordance with human nature, which is in accordance with the will of the Creator, Who has created man and the whole universe. It is a way in which man has not to fight his conscience, in which he does not have to force his faculties of mind and energies of body into doing works for which they are not given but to do things for which they have actually been given him. It is a way in which man has not to

experience war, resistance and conflict on every side, which he has to experience in a life full of sin, but a human society in which at every step he experiences peace and concord, appreciation and honor. Obviously, the person who spends his wealth for public welfare, treats every other person kindly and well, whose life is free from crime, sin and immorality, who is righteous and fair in his dealings, who neither cheats others nor proves false in his promises, from whom no one apprehends dishonesty, injustice and excess, and with whose character no one finds any fault, will in any case be honored and respected in any society, however, corrupt and depraved it may be. Hearts will be attracted towards him in esteem and regard; his own heart and conscience will be satisfied, and he will attain to dignity in society which no immoral person can ever attain. This same thing has been expressed in Surah An-Nahl, thus: Whoever does righteous deeds whether male or female, provided that he is a believer, We will surely grant him to live a pure life in this world (verse 97), and in Surah Maryam, thus: The Merciful will fill with love the hearts of those who believe and do righteous deeds (verse 86). This then is the way in which there is nothing but joy and tranquility for man, for the world till the Hereafter. Its results are not transient and temporary but eternal and everlasting. Concerning this Allah says: We shall facilitate for him the

concerning this Alian says: we shall facilitate for him the easy way. It means to say: When after affirming goodness he decides that this way alone suits him, and the evil way does not suit him, and when by making sacrifices and adopting the life of *taqva* practically he proves that he is

true in his affirmation, Allah will make easy for him to walk this way. Then, to commit evil will become difficult for him, and to do good easy. When unlawful wealth comes before him, he will not regard it as a good bargain, but consider it a hot piece of burning coal, which he cannot hold in his hand. When opportunities for sin appear before him, he will not rush to seize them as opportunities for pleasure and enjoyment, but will look upon them as gates to Hell and will flee from them. The Prayer will not be hard for him, but he will have no internal peace until he has performed it at its appointed time. He will not feel hurt when paying the Zakat, but will regard his wealth as impure until he has paid out the Zakat from it. In short, at every step, Allah will favor him with His grace and help him to follow this way; conditions will be made favorable for him and he will be helped out of every difficulty. Now, the question arises that in Surah Al-Balad, this very way has been called an uphill road, and here it has been described as an easy way. How can the two things be reconciled? The answer is that before a man has adopted this way, it appears to be a steep, uphill road, for ascending which he has to fight his desires, his materialistic members of the family, his relatives, his friends and those with whom he has social and other dealings, and above all Satan, for each one of them obstructs his way, and makes it seem dreadful. But after man has affirmed goodness and resolved to follow this way, and giving away his wealth in the cause of God and adopting the way of taqva, has practically strengthened his resolve, ascending the steep

asy and slipping into the abyss of moral 3* یہ ہے مساعی کی اِس قسم کا نتیجہ ۔ آسان راستہ سے مراد وہ راستہ ہے جوانسان کی فطرت کے مطابق ہے ، جواُس خالق کی مرضی کے مطابق ہے جس نے انسان کو اور ساری کائنات کو بنایا ہے، جس میں انسان کو اپنے ضمیرسے لو کر نہیں چلنا رہتا، جس میں انسان اپنے جسم و جان اور عقل و ذہن کی قوتوں پر زبر دستی کر کے اُن سے وہ کام نہیں لیتا جس کے لیے یہ طاقتیں اُس کو نہیں بخشی گئی ہیں بلکہ وہ کام لیتا ہے جس کے لیے در حقیقت بیہ اُس کو بخشی گئی ہیں، جس میں انسان کو ہر طرف اُس جنگ ، مزاحمت اور کشکش سے سابقہ نہیں پیش آنا ہے جو گناہوں سے بھری ہوئی زندگی میں پیش آنا ہے، بلکہ انسانی معاشرے میں ہرقدم پر اس کو صلح و آشتی اور قدر و منزلت میسر آتی علی جاتی ہے ۔ ظاہر بات ہے کہ جو آدمی اپنا مال خلق خدا کی بھلائی کے لیے استعال کر رہا ہو، جو ہرایک سے نیک سِلوک کر رہا ہو، جس کی زندگی جرائم، فسق و فجور اور بدکر داری سے پاک ہو، جو اپنے معاملات میں کھرا اور راستباز ہو، جو کسی کے ساتھ بے ایانی ، بد حمدی اور بے وفائی نہ کرے، جس سے کسی کو خیانت، ظلم اور زیادتی کا اندیشہ یہ ہو، جو ہر شخص کے ساتھ اچھے افلاق سے پیش آئے اور کسی کو اس کی سیرت وکردار پر انگلی رکھنے کا موقع نہ ملے، وہ خواہ کیسے ہی بگریے ہوئے معاشرے میں رہتا ہو، بہر عال اس کی قدر ہو کر رہتی ہے، اُس کی طرف دل تھنچتے ہیں، نگاہوں میں اس کی عزت قائم ہو جاتی ہے، اُس کا اپنا قلب وضمیر بھی مطمئن ہوتا ہے اور معاشرے میں مبھی اُس کو وہ وقار حاصل ہوتا ہے جو قبھی کسی بد کر دار آدمی کو عاصل نہیں ہوتا۔ یہی بات ہے جو سورہ کل میں فرمانی گئی ہے کہ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا قِنْ ذَكْرِ الْوَ اُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنْهُ عَبِينَةً كَيْوِ ةَ طَلِيِّبَه _ جو شخص نيك عل كرے، خواہ وہ مرد ہويا عورت ، اور ہو وہ مومن، اسے ہم اچھي زندگي بسر كرائيں كے "(آيت ،٩) ـ اور اسى بات كوسورة مريم ميں يوں بيان كيا گيا ہے كہ إنَّ اللَّهِ يُنَ المَنُوا وَعَمِلُو ا الصَّلِ حَتِ سَيَجُعَلُ لَهُمُ الرَّحُمْنُ وُدًّا۔ " يقيناً جو لوگ ايان لائے اور جنوں نے نيک عمل کيے رحان اُن کے لیے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا"(آیت ۹۲)۔ پھریہی وہ راستہ ہے جس میں دنیا سے لے کر آخرت تک انسان کے لیے سرور ہی سرور اور راحت ہی راحت ہے۔ اِس کے نتائج عارضی اور وقتی نہیں بلکہ ابدی اور

اس کے متعلق الله تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم اُسے اِس راستے پر چلنے کے لیے سولت دیں گے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب وہ محلائی کی تصدیق کر کے یہ فیصلہ کرلے گا کہ یہی راستہ میرے لائق ہے اور برائی کا راستہ میرے لائق نہیں ہے ، اور جب وہ علاً مالی ایثار اور تقویٰ کی زندگی اختیار کر کے بیہ ثابت کر دے گاکہ اُس کی یہ تصدیق پھی ہے، تواللہ تعالیٰ اِس راستے پر چلنا اُس کے لیے سل کر دے گا۔ اُس کے لیے پھر گناہ کر نا مشکل اور نیکی کرنا آسان ہو جائے گا۔ مالِ حرام اُس کے سامنے آئے گا تو وہ یہ نہیں سمجھے گاکہ یہ نفع کا سودا ہے بلکہ اسے یوں محوس ہوگاکہ یہ آگ کا انگارہ ہے جے وہ ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ بدکاری کے مواقع اس کے سامنے آئیں گے تو وہ اُنہیں لطف اور لڈت ماصل کرنے کے مواقع سمجھ کر ان کی طرف نہیں لیکے گا بلکہ جہنم کے دروازے سمجھ کر اُن سے دُور بھاگے گا۔ نماز اُس پر گراں نہ ہوں گی بلکہ اُسے چین نہیں پڑے گا جب تک وقت آنے پر وہ اس کو ادا یہ کر لے۔ زکوۃ دیتے ہوئے اس کا دل نہیں دُکھے گا بلکہ اپنا مال اسے ناپاک محوس ہوگا جب تک وہ اس میں سے زکوۃ نکال نہ دے۔ غرض ہر قدم پر الله تعالیٰ کی طرف سے اُس کو اِس راستے پر چلنے کو توفیق و تائید ملے گی، حالات کو اُس کے لیے ساز گار بنا یا جائے گا، اور اُس کی مدد کی جائے یماں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اِس سے پہلے سورہ بلد میں اِسی راستے کو دشوار گزار گھاٹی کھا گیا ہے اور یہاں اس کو آسان راستہ قرار دیا گیا ہے۔ اِن دونوں باتوں میں تطبیق کیسے ہوگی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اِس راہ کو اختیار کر نے سے پہلے یہ آدمی کو دشوار گزار گھاٹی ہی محوس ہوتی ہے جس پر پڑھنے کے لیے اُسے اپنے نفس کی خواہثوں سے ، اپنے دنیا پرست اہل و عیال سے ، اپنے رشتہ داروں سے ، اپنے دوستوں اور معاملہ داروں سے ، اور سب سے بردھ کر شیطان سے لڑنا پرتا ہے، کیونکہ ہرایک اِس میں رکاوٹیں ڈالٹا ہے اور اس کو خوفناک بنا کر د کھاتا ہے ۔ لیکن جب انسان محلائی کی تصدیق کر کے اُس پر چلنے کا عزم کر لیتا ہے اور اپنا مال راہِ خدا میں دے کر اور تقویٰ کا طریقہ اختیار کر کے علاً اِس عزم کو پختہ کر لیتا ہے تواِس گھاٹی پر چڑھنا اس کے لیے آسان اور ا خلاقی پستیوں کے کھڑ میں لڑھکنا اُس کے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔

8. And as for him who is miser, and thought himself as free of need.

9. And belied to

goodness. *4





اور جھٹلایا بھلائی کو۔**



*4 This is the second kind of human endeavoring, which in every part of it is different from the corresponding part of the first kind. Niggardliness (bukhl) is not merely the niggardliness because of which people generally regard a person as niggardly if he hoards money: neither spends it on himself nor on his children, but bukhl here implies to refrain from spending in the cause of Allah and public welfare. According to this, niggardly is every person who spends generously, rather squanders money, on his self, for his own ease and comfort, interests and enjoyments, but, as for a good cause, spends nothing, or, if at all, he spends anything, it is for display, or to win a reputation and name, or to have access to officers, or to obtain some benefit and gain. Independence of God implies that one should make worldly, material benefits only the object of all his endeavoring and strivings and being independent of God should least care to see what pleases Him and what displeases Him. As for belying goodness, it is in sharp contrast to believing in goodness in every detail, therefore, it need not be explained here as it has already been explained above.

4* یہ انسانی مساعی کی دوسری قسم ہے جواپنے ہرجز میں پہلی قسم کے ہرجز سے مختلف ہے۔ بحل سے

مراد محض وہ بخل نہیں ہے جس کے لحاظ سے عام طور پر لوگ اُس آدمی کو بخیل کہتے ہیں جو روپیہ جوڑ جوڑ کر رکھتا ہے اور اسے نہ اپنے اوپر خرچ کرتا ہے نہ اپنے بالٰ بچوں پر، بلکہ اِس مبگہ بخل سے مراد راہِ خدا میں اور نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مال صرف نہ کرنا ہے اور اس لحاظ سے وہ شخص بھی بخیل ہے جواپنی ذات پر، اپنے عیش وآرام پر، اپنی دلچیپیوں اور تفریحوں پر تو خوب دل کھول کر مال لٹاتا ہے، مگر کسی نیک کام کے لیے اس کی جیب نے کچھے نہیں نکلتا ، یا اگر نکلتا بھی ہے تو یہ دیکھ کر نکلتا ہے کہ اس کے بدیے میں اس کو شہرت، نام و نمود، حکام رسی، یا کسی اور قسم کی منفعت حاصل ہوگی۔ بے نیازی برتنے سے مرادیہ ہے کہ آدمی دنیا کے مادی فائدوں ہی کواپنی ساری تگ و دواور محنت و کوشش کا مقصود بنا لے اور خدا سے بالکل مستغنی ہوکر اس بات کی کچھ پروانہ کرے کہ کس کام سے وہ خوش اور کس کام سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ رہا بھلائی کو جھٹلانا، تو وہ اپنی تمام تفصیلات میں بھلائی کو پنج ماننے کی ضد ہے، اس لیے اس کی تشریح کی عاجت نہیں ہے، کیونکہ بھلائی کی تصدیق کا مطلب ہم واضح کر چکے ہیں۔

10. So We shall ease him toward difficulty. *5

فَسَنُيَسِّرُ وَاللَّهُ سُرِى ﴿ اللَّهُ سُرَى ﴿ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّ



*5 This way has been called the hard way, for although the one who follows it, does so for the sake of material benefits, worldly enjoyments and superficial successes, yet while following it he is always at war with his nature, his conscience, the laws made by the Creator of the universe and the society in which he lives. When he transgresses all moral limits of truth, honesty, nobility, purity and chastity, and endeavors to satisfy his interests and desires in every way, when the people feel harmed by him rather than benefiting from him, and when he encroaches upon the rights of others and violates people's honor, he feels disgraced in his own eyes and has to clash at every step

with the society in which he lives. If he is weak, he has to suffer every kind of punishment on account of his conduct, and if he is wealthy, strong and influential, the world may lie low before him, but no one cherishes any good wishes, any feeling of honor and love for him; so much so that even his associates and companions regard him as a wicked man. And this thing is not only restricted to individuals, even when a strong and powerful nation transgresses the bounds of morality and adopts an immoral conduct, in arrogance of pride and wealth, it earns on the one hand, the enmity of the outside world: on the other, its own society falls a victim to all sorts of crime, prevalence of suicide, intoxication, venereal diseases, destruction of family life, waywardness of the new generation, class conflict and ever-increasing injustice and tyranny. So much so that when it falls from its position of prestige, it leaves nothing behind except curses and condemnation for itself in the history of the world. As for saying that: So We shall make smooth for him the path of difficulty, it means: We shall facilitate for him the hard ways. He will be deprived of the grace to follow the way of good, gates of evil will be opened up for him, means and resources for the same will be provided for him, doing evil will become easy, and doing good will become toilsome and risky for him. This same theme has been expressed at another place in the Quran, thus: So whomever Allah wills to guide aright, He makes his breast wide open to Islam, and whomever He wills to let go astray, he makes his breast narrow and squeezes it so tightly that (at the very idea of

Islam) he begins to feel as though his soul were climbing up

towards the sky. (Surah Al-Anaam, Ayat125). At another place it has been said: No doubt, Salat is a hard task but not for the obedient servants. (Surah Al-Baqarah, Ayat 46). And about the hypocrites it has been said: When they come to offer the Salat, they come reluctantly and they spend in the way of Allah with unwilling hearts. (Surah At-Taubah, Ayat 54), and that: There are such among them who regard what they spend in the way of Allah as a penalty. (Surah At-Taubah, Ayat 98). 5*اس راستے کو سخت اس لیے کہا گیا ہے کہ اُس پر چلنے والا اگرچہ مادّی فائدوں اور دنیوی لذّتوں اور ظاہری کامیابیوں کے لانچ میں اِس کی طرف جاتا ہے ، لیکن اِس میں ہروقت اپنی فطرت سے ، اپنے ضمیر سے ، خالقِ کائنات کے بنائے ہوئے قانون سے ، اور اپنے گر دوپیش کے معاشرے سے اُس کی جنگ بریا رہتی ہے۔ صداقت، دیانت، امانت ، شرافت اور عفت و عصمت کی اغلاقی مدوں کو توڑ کر جب وہ ہر طریقے سے اپنی اغراض اور خواہشات کو پوراکرنے کی کوشش کرتا ہے، جب اس کی ذات سے خلق خدا کو بھلائی کے بجائے برائی ہی چہنچی ہے ، اور جب وہ دوسروں کے حقوق اور ان کی عزتوں پر دست درازیاں کرتا ہے ، تو اپنی نگاہ میں وہ خود ذلیل و خوار ہوتا ہے اور جس معاشرے میں وہ رہتا ہے اُس سے بھی قدم پر لور کر اُسے آگے بوھنا پوتا ہے۔ اگر وہ محمزور ہو تواس روش کی بدولت اُسے طرح طرح کی سزائیں مجھنگتنی ہوتی ہیں، اور اگر وہ مال دار، طاقتور اور با اثر ہو، تو چاہے دنیا اُس کے زور کے آگے دب جائے لیکن کسی کے دل میں اس کے لیے خیر خواہی ، عزّت اور محبت کا کوئی جذبہ نہیں ہوتا، حیٰ کہ اس کے شریک کا ربھی اُس کو خبیث آدمی ہی سمجھتے ہیں۔ اور یہ معاملہ صرف افراد ہی تک محدود نہیں ہے۔ دنیا کی بردی سے بردی طاقتور قومیں بھی جب اخلاق کے مدود بچھاند کر اپنی طاقت اور دولت کے زعم میں بدکر داری کا رویہ اختیار کرتی ہیں، توایک طرف باہر کی دنیا اُن کی دشمن ہو جاتی ہے ، اور دوسری طرف نود اُن کا اپنا معاشرہ جرائم، خودکشی، نشہ بازی، امراض خبیثہ ، غاندانی زندگی کی تباہی ، نوجوان نسلوں کی بدراہی ، طبقاتی تشکش ، اور ظلم و جور کی روز افزوں و با سے دوچار ہو جاتا ہے ، یماں تک کہ جب وہ بام عروج سے گرتی ہے تو دنیا کی تاریخ میں اپنے لیے لعنت اور پھٹکار کے سوا

کوئی مقام چھوڑ کر نہیں جاتی۔ اور یہ جو فرمایا گیاکہ ایسے شخص کو ہم سخت راستے پر چلنے کی سولت دیں گے، اس کے معنی یہ ہیں کہ اس سے بھلائی کے راستے پر چلنے کی توفیق سلب کرلی جائے گی، برانی کے دروازے اس کے لیے کھول دیے جائیں گے، اُسِی کے اسباب اور وسائل اس کے لیے فراہم کر دیے جائیں گے، بدی کرنا اس کے لیے آسان ہو گا اور نیکی کرنے کے خیال سے اس کو یوں محوس ہو گاکہ جیسے اس کی جان پر بن رہی ہے۔ یہی کیفیت ہے جے دوسری مگہ قرآن میں اِس طرح بیان کیا گیا ہے کہ "جے الله ہدایت بختے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا جھینچتا ہے کہ (اسلام کا تصور کرتے ہی اسے بوں محوس ہونے لگتا ہے) جیسے اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہے "(الانعام، آیت ۱۲۵)۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوا ہے " بے شک نماز ایک سخت مشکلِ کام ہے مگر فرماں بردار بندول کے لیے نہیں "(البقرہ، آیت ۴۹)۔ اور منافقین کے متعلق فرمایا "وہ نماز کی طرف آتے بھی ہیں تو کسماتے ہوئے آتے ہیں اور راہِ غدا میں خرچ کرتے بھی ہیں تو بادل نا خواستہ خرچ کرتے ہیں "(التوبہ، آیت ۵۴)۔ اور یہ کہ ''ان میں ایسے ایسے لوگ موجود ہیں جو راہ خدا میں کچھ خرچ کرتے ہیں تواُسے اپنے اوپر زبر دستی کی چٹی سمجھتے ہیں " (التوبہ، آیت ۹۸)۔

11. And will avail him wealth when he falls. *6

وَ مَا يُغْنِيُ عَنْهُ مَالَّهُ إِذَا اورنه كام آئے كااسكاال كامال جب وہ شیجے گرے گا۔ **

*6 In other words it means that he has to die one day and leave behind in the world whatever he had amassed for his ease and enjoyment. If he did not earn and send forward something for the Hereafter, what would this wealth avail him? He will not take his palatial residence, his majestic conveyance, his property and wealth into the grave.

6* دوسرے الفاظ میں مطلب یہ ہے کہ ایک روز اُسے بہر عال مرنا ہے اور وہ سب کچھ دنیا ہی میں چھوڑ جانا ہے جہ اُسے نے بہاں اپنے عیش کے لیے فراہم کیا تھا۔ اگر اپنی آخرت کے لیے کچھ کا کر وہ ساتھ نہ لے گیا تو یہ مال اس کے کس کام آئے گا؟ قبر میں تو وہ کوئی کوٹھی، کوئی موٹر، کوئی جائداد اور کوئی جمع پونجی لے کر نہیں جائے گا۔

بیشک ہارا ذمہ ہے راہ دکھا دینا

12. Indeed, it is upon Us guidance.



*7 That is, Allah as the Creator of man has on the basis of His wisdom, His justice and His mercy, taken on Himself the responsibility not to leave him uninformed in the world, but to tell him what is the right way and what are the wrong ways, what is good and what is evil, what is lawful and what is unlawful, what attitude and conduct will make him an obedient servant and what attitude and conduct will make him a disobedient servant. This same thing has been expressed in Surah An-Nahl, thus: Allah has taken upon Himself to show the right way, when there are also crooked ways. (verse 9). (Also see E.N. 9 of Surah An-Nahl).

7* یعنی انسان کا خالق ہونے کی حیثیت سے الله تعالیٰ نے خود اپنی حکمت، اپنے عدل اور اپنی رحمت کی بنا پر اِس بات کا ذمہ لیا ہے کہ اُس کو دنیا میں بے خبر نہ چھوڑے بلکہ اسے یہ بنا دے کہ راہِ راست کون سی ہے اور غلط راہیں کونسی، نیکی کیا ہے اور بدی کیا، طلال کیا ہے اور حرام کیا، کونسی روش اختیار کر کے وہ فرمانبردار بندہ بنے گا اور کون سا رویہ اختیار کر کے بندہ نا فرمان بن جائے گا۔ یہی بات ہے جے سورہ نحل میں یوں بیان فرمایا گیا ہے کہ وعل الله قصل السّبینیل وَمِنْهَا جَآئِرٌ (آیت ۹)۔ "اور الله ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جبکہ راستہ ٹیرھے بھی موجود ہیں "۔ (تشریح کے لیے ملا ظہ ہو تفہیم القرآن ، جلد دوم ، النحل ، عاشیہ ۹)۔



- *8 This statement has several meanings and all are correct:
- (1) That from the world till the Hereafter, you are nowhere beyond Our grasp, for Ours are both this and the next world.
- (2) That both this world and the Hereafter are in any case under Our sovereignty, whether you follow the way shown by Us or not. If you adopt error, you will not harm Us but only yourselves; and if you adopt the right way, you will not do any good to Us, but will do good only to yourselves. Your disobedience cannot cause any decrease in Our sovereignty and your obedience cannot cause any increase in it.
- (3) That We alone are Master of both the worlds. If you seek the world, We alone can grant it; and if you seek the well being of the Hereafter, We alone have the power to bestow it too. This very theme has been expressed in Surah Aal-Imran, Ayat 145: Whoso makes effort with the intention of the reward of this world, We will reward him in this world, and whoso makes effort with the intention of the reward of the Hereafter, We shall grant him thereof. And the same has been expressed in Surah Ash-Shuara, Ayat 20, thus: Whoever seeks the harvest of the Hereafter, We do increase his harvest; and whoever seeks the harvest of this world, We do give him of it here, but in the Hereafter he will have no share at all. (For explanation, see

E.N. 105 of Surah Aal-Imran; E.N. 37 of Surah Ash-Shura). 8* اس ارشاد کے کئی مفہوم ہیں اور وہ سب صحیح ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا سے آخرت تک تم کمیں مجھی ہماری گرفت سے باہر نہیں ہو، کیونکہ دونوں جانوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہماری ملکیت دنیا اور آخرت دونوں پر بہر مال قائم ہے خواہ تم ہاری بتائی ہوئی راہ پر چلو یا نہ چلو۔ گمراہی اختیار کرو گے تو ہارا کچھ نہ بگاڑ و گے ،، اپنا ہی نقصان کر لو گے ، اور راہِ راست اختیار کرو گے تو ہمیں کوئی تفع یہ پہنچاؤ گے ، خود ہی اس کا نفع اٹھاؤ گے۔ تمہاری نافرمانی سے ہماری ملک میں کوئی تھی نہیں ہو سکتی اور تمہاری فرمانبرداری سے اُس میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا ۔ تبیسرے بیہ کہ دونوں جانوں کے مالک ہم ہی ہیں۔ دنیا چاہو گے تو وہ مجھی ہم ہی سے تمہیں ملے کی اور آخرت کی بھلائی چاہو گے تواس کا دینا بھی ہمارے ہی اختیار میں ہے۔ یہی بات ہے جو سورہ آلِ عمران آیت ۱۳۵ میں فرمائی گئی ہے کہ وَمَنْ یُورِدُ ثَوَابِ اللَّانْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ یُرِدُ ثَوَابِ الْاحِدَةِ آخرت کے ارادہ سے کام کرے گا اس کو ہم آخرت میں سے دیں گے "۔ اور اسی کو سورہ شوریٰ آیت ۲۰ میں اس طرح بيان فرمايا كيا ہے كه مَنْ كَانَ يُرِينُ حَرْبُ الْاحِرَةِ نَزِدُلَهٰ فِي حَرثِه وَمَنْ كَانَ يُرِينُ حَرثَ اللَّانْيَا نُؤْتِه مِنْهَا وَمَا لَهٰ فِي الْاحِرَ ةِمِنَ نَصِيبٍ . " جو كونى آخرت كى تُصيتى جا ہتا ہے اس كى تُصيتى كو ہم بردهاتے ہيں اور جو دنيا كى تھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے"۔ (تشریح کے ليے ملاحظہ ہو تقهيم القرآن ، جلداوّل، آلِ عمران، حاشيه ١٠٥ جلد چارم ، الثوريٰ ، حاشيه ٣٠) ـ

warned you of the blazing.

فَأَنْنَا مُ اللَّهُ مُ نَامًا لَلظَّىٰ ﴿ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّ Fire which is ہوئی ہے۔



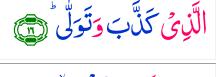
enter in it (to burn) except the most wretched.

نه دافل ہو گا اس میں (جلنے کو) مگر اللہ عند ا جو برا بدبخت ہے۔



16. He who belied and turned away. 17. And away from

وہ جس نے جھٹلایا اور منہ بھیرا۔



اور بی لیا جانے گا اس سے بردا

18. He who gives wealth purify.

it shall be kept the

righteous.

الَّذِي يُؤْتِيُ مَالَهُ يَتَزَكِّي شَيْ اللهِ يَكُنِ مَالَهُ يَتَزَكِّي شَيْ اللهِ عَالَمُ اللهِ عَاللهُ عَالَمُ اللهُ عَالَمُ اللهُ عَالَمُ اللهِ عَالَمُ اللهُ عَاللهُ عَالَمُ اللهُ عَالَمُ اللهُ عَالَمُ اللهُ عَالَمُ اللهُ عَاللهُ عَالَمُ اللهُ عَالَمُ اللهُ عَالَمُ اللهُ عَلَيْ عَالَمُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْكُ اللهُ عَلَيْ عَالَمُ عَلَيْكُ اللهُ عَلَيْ عَالَمُ عَلَيْكُ اللهُ عَلَيْهُ عَلَيْكُ اللهُ عَلَيْكُ اللهُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ اللهُ عَلَيْكُ عَلِي عَلَيْكُ عَلِي عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُ عَلَيْكُمْ عَلْكُ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُ عَلَيْكُمْ عَلِيكُمْ عَلِيكُمْ عَلِيكُمْ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُ عَلِيكُ عَلَيْكُ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُمْ عَلِيكُمْ عَلِيكُ عَلَيْكُمْ عَلِيكُ عَلْكُمُ عَلِيكُ عَلَيْكُمُ عَلِيكُ عَلَيْكُمْ عَلِيكُ

*9 This does not mean that no one will enter the fire except the most wretched one, and no one will be saved from it except the most pious one but the object is to describe the extremely contradictory fate of the two extremely contradictory characters. One of them is the person who belies the teachings of Allah and His Messenger and turns away from obedience; the other one is the person, who not only believes but also spends his wealth in the cause of Allah sincerely, without any desire for display and reputation, only in order to be regarded as a pure man in His eyes. Both these types of character were present in the Makkah society of that day. Therefore, without mentioning any name, the people have been told that the man of the first type of character only will burn in the fire of Hell and not the man of the second type of character. The man of the second type of character only will be kept away from it and not the man of the first type of character.

9*اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نہایت شقی کے سواکوئی آگ میں نہ جائے گا اور نہایت متقی کے سوا کوئی اس سے نہ بچے گا۔ بلکہ یہاں مقصود دواتتائی متضاد کر داروں کوایک دوسرے کے مقابلے میں پیش کر

کے اُن کا انتائی متضاد انجام بیان کرنا ہے۔ ایک وہ شخص ہے جو الله اور اس کے رسول کی تعلیمات کو جھٹلا دے اور اطاعت کی راہ سے منہ پھیرے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو نہ صرف ایمان لائے بلکہ انتہائی فلوص کے ساتھ کسی ریاکاری اور نام و نمود کی طلب کے بغیر صرف اس لیے اپنا مال راہِ فدا میں صرف کرے کہ وہ الله کے ہاں پاکیزہ انسان قرار پانے کا خواہاں ہے۔ یہ دونوں کردار اُس وقت مکم کے معاشرے میں سب کے سامنے موجود تھے۔ اس لیے کسی کا نام لیے بغیر لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ جہنم کی آگ میں دوسرے کردار والا نہیں بلکہ پہلے کردار والا ہی جھلے گا، اور اُس آگ سے پہلے کردار والا نہیں بلکہ دوسرے کردار والا ہی دُور رکھا

19. And not of anyone upon him is any favor that is to be returned.



20. Except as seeking the countenance of his Lord, the Exalted.

اللَّ الْبَتِغَاءَ وَجُهِ مَبِّهِ الْأَعْلَىٰ اللَّم يه ماصل كرنے كے لئے رضامندی اینے رب اعلیٰ کی



*10 This is further explanation of the sincerity of the pious man. He was not indebted in any way to the people on whom he spends his wealth so that he may be doing so in order to repay for favors received, or may be giving gifts and holding banquets to them in order to further benefit from them, but he is helping such people only in order to seek the goodwill of his Lord, the Supreme. He was neither indebted to them before, nor he expects any favors from them in the future. Its best illustration is the act of Abu Bakr Siddig, he would purchase and set free the poor slaves

and slaves-girls who accepted Islam in Makkah and were cruelly treated by their masters on that account. Ibn Jarir and Ibn Asakir have related, on the authority of Amir bin Abdullah bin Zubair, that when Abu Bakr's father saw him spending money to purchase the freedom of the poor slaves and slave-girls, he said to him: Son, I see that you are getting the weak people free; had you spent this money on the freedom of strong, young men, they would have become your helpers and supporters. Abu Bakr replied: Dear father, I only seek the reward that is with Allah.

10 * یہ اُس پر ہیز گار آدمی کے خلوص کی مزید توضیح ہے یہ وہ اپنا مال بن لوگوں پر صرف کرتا ہے اُن کا کوئی اصان پہلے سے اُس پر نہ تھا کہ وہ اُس کا بدلہ چکانے کے لیے ، یا آئندہ اُن سے مزید فائدہ اُٹھانے کے لیے اُن کو ہدیے اور تحفے دے رہا ہواور اُن کی دعوتیں کر رہا ہو، بلکہ وہ اپنے رب برتر کی رضا ہوئی کے لیے ایسے لوگوں کی مدد کر رہا ہو جن کا نہ پہلے اُس پر کوئی احمان تھا، نہ آئندہ ان سے وہ کسی احمان کی توقع رکھتا ہے۔ اِس کی بہترین مثال صفرت الو بکر رضی الله عنہ کا یہ فعل ہے کہ مکم معظمہ میں جن بے کس فلاموں اور لونڈیوں کی بہترین مثال صفرت الو بکر رضی الله عنہ کا یہ فعل ہے کہ مکم معظمہ میں جن کے کس فلاموں اور لونڈیوں آذاد کر دیتے تھے ، اُن کو خرید خرید کر یو کہ اُن کے اللہ بن آزاد کر دیتے تھے تا کہ وہ اُن کے ظلم سے بی جائیں۔ ابن چریر اور ابن عما کر نے صفرت عامر بن عبد الله بن زُبیر کی یہ روایت نقل کی ہے کہ صفرت الوبکر پر کواس طرح ان غریب غلاموں اور لونڈیوں کی آزادی پر رویہ خرج کرتے تو وہ تمہارے لیے قوت بازو بنتے۔ اس پر صفرت الوبکر پر نے آن سے کہا کہ بیٹا، میں دیکے رہا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کوآزاد کر رہے ہو۔ اگر مضبوط بوانوں کی آزادی پر تم یہی رویہ خرج کرتے تو وہ تمہارے لیے قوت بازو بنتے۔ اس پر صفرت الوبکر پر نے آن سے کہا کہ بیٹا، میں تو وہ اچر یا بتا ہوں بو الله کے ہاں ہے "۔

21. And soon He will be well pleased. *11

اور عنقریب وہ نوش ہو جائے گا۔*11*



- *11 This verse can have two meanings and both are correct:
- (1) That Allah certainly will be well pleased with him.
- (2) That Allah soon will bless this man with so much that he will be happy.

11*اس آیت کے دو معنی ہوسکتے ہیں اور دونوں صبحے ہیں ۔ایک یہ کہ ضرور الله اس سے راضی ہوجائے گا۔ دوسرے یہ کہ عنقریب الله اس شخص کواتنا کچھ دے گاکہ وہ نوش ہوجائیگا۔



x